بغدادی کا قتل اور فتنۂ داعش کے تناظر میں

ہمارے کرنے کے کام

استاد اسامہ محمود

نوائے افغان جہاد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بغدادی کا قتل اور فتنۂ داعش کے تناظر میں

ہمارے کرنے کے کام

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

نوائے
افغان جہاد

فہرستِ عنوانات

حرفِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدللہ وکفیٰ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، اَمّابعد

بغدادی کے قتل کے موقع پر، فتنۂ داعش کے موضوع یعنی اس مرض کے اسباب و علاج کے بعض اہم پہلوؤں پر شیخِ مکرم، استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ کی تحریر جو مجلّہ 'نوائے افغان جہاد' کے نومبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی...... افادۂ عام کے لیے مزید مرتب کر کے 'ادارہ نوائے افغان جہاد' نذرِ قارئین کر رہا ہے۔ دورِ رواں میں، خاص کر جس 'فکر'، 'رویے' اور 'عمل' نے جہاد اور اہلِ جہاد کی صفوں میں فتنہ پیدا کیا، اس کا ایک نام 'داعش' ہے۔ لیکن داعش پر چار حرف بھیجنا اور اس کی مذمت کرنا کافی نہیں، بلکہ یہ 'فکر'، 'رویے' اور 'عمل' جن اسباب کی وجہ سے جنم لیتے ہیں، ان کا ادراک و تدارک لازمی ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں اس وقت موجود تحریر، 'بغدادی کا قتل اور فتنۂ داعش کے تناظر میں، ہمارے کرنے کے کام'، اسی جانب توجہ دلا رہی ہے۔ یہ تحریر عوام کے لیے بھی فائدے سے خالی نہیں، لیکن اس کے اصل مخاطبین خود مجاہدین ہیں، جنھوں نے اس جہاد کے راستے پر چلنا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو فہمِ سلیم عطا فرمائیں اور فتنوں سے مامون فرمالیں، آمین یا ربّ العالمین۔

وصلی اللہ علی النبی، و آخر دعوانا اَن الحمدللہ ربّ العالمین۔

ربیع الاول ۱۴۴۱ھ / نومبر ۲۰۱۹ء

(مُرتّب)

نفرت صرف داعش سے نہیں!

بغدادی کیسے قتل ہوا؟ حقیقتِ حال اللہ جانتا ہے بس اتنا واضح ہے کہ وہ مر گیا اور امریکیوں ہی کے ایک حملہ میں مرا۔ یہ شخص اللہ کے پاس پہنچ گیا اور اس کے متعلق اب ہم یہی کہیں گے کہ اللہ اس کے ساتھ وہ معاملہ کرے جس کا وہ مستحق ہے۔ بغدادی اور اس کے فتنۂ داعش میں مجاہدینِ امت کے لیے عبرت کا بہت بڑا سامان ہے... اگر تو فریضۂ جہاد میں مشغول جہادی جماعتیں یہ اسباق اپنے سامنے رکھیں اور اپنے افراد کے افکار و کردار ان کے مطابق تشکیل دیں تو یہ بہت ہی بڑی خیر کا سبب ہو گا اور اس سے خود ہمارا، تحریک جہاد اور پھر امت کا بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ لیکن اس کے برعکس داعش کو فتنہ کہہ کر اور اس کے افراد سے نفرت و عداوت رکھ کر بھی اگر ہم اُن برے اخلاق و افکار کی طرف توجہ نہ دیں جن کے سبب یہ جماعت فتنہ و فساد کی علامت بن گئی، تو سچ یہ ہے کہ اشیاء ناموں سے نہیں حقائق سے پہچانی جاتی ہیں، العبرة بالحقائق لا بالأسماء، اپنے آپ کو القاعدہ یا کوئی دوسرا نام دے کر بھی ہم جہاد و امت کی کوئی نصرت نہیں کر سکیں گے بلکہ داعش کی نسبت زیادہ نقصان کا ہم باعث ہوں گے۔ ہمارے ہاں بعض حلقوں کی نظر میں داعش کا جرم بس اس کا اعلانِ خلافت ہے اور ان کے ہاں اگر بحثیں ہوئی ہیں تو بس اس پر کہ خلافت کا اعلان کرنا چاہیے تھا یا نہیں، اور یہ اعلان کب، کیسے اور کس وقت کیا جا سکتا ہے؟ یہ سوالات بھی یقیناً ضروری ہیں اور ان کے جوابات کا علم بھی ہونا چاہیے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ اہم اس جماعت کے افکار و اخلاق، اقوال و اعمال اور اس کے جائز و ناجائز اور تحریکِ جہاد کے لیے مفید و مضر کے پیمانے ہیں۔ اگر داعش خلافت کا اعلان نہ بھی کرتی مگر اس کے اخلاق و افکار اِسی طرح مبنی بر غلو ہوتے، جائز و ناجائز کے اس کے پیمانے ابھی کی طرح خود ساختہ ہوتے اور اس کے افراد اسی طرح اپنے سوا سب مسلمانوں کو حریف اور دشمن سمجھتے، تو اعلانِ خلافت چاہے یہ نہ کرتے، تب بھی یہ گروہ جہاد اور امت کا کچھ کم نقصان نہ کرتا اور تب بھی اس کے افراد اہل ایمان کے لیے اُتنے ہی مبغوض ہوتے جتنا کہ آج یہ ہیں۔

لہٰذا جو موضوع اہل جہاد کو زیر بحث لانا ضروری ہے اور جس سے جہاد و اہل جہاد کو واقعی کوئی فائدہ بھی ہو سکتا ہے، وہ اس فتنے کے دروس و عبر کا موضوع ہے۔ اس کو جہادی جماعتیں اپنے نظامِ تربیت کا حصہ اگر بنائیں تو ان شاء اللہ بہت

فائدہ ہو گا۔ اس سے عالم کفر کے خلاف یہ جہاد قوی سے قوی تر بھی ہو گا اور امتِ مسلمہ اس کے ثمرات و برکات بھی ان شاء اللہ سمیٹے گی۔

زیر نظر تحریر میں ہمارا مقصود فتنۂ داعش کے ایک دو اسباب / اسباق بیان کرنا اور اس کے تناظر میں وہ کام جس کا کرنا انتہائی اہم ہے، کی طرف توجہ دلانا ہے، اس مضمون کے اول مخاطبین خود ہم ہیں، یعنی ہم و ہماری جماعت اور اس کے تمام متعلقین و محبین ہیں... یقیناً سب اہل جہاد سے پہلے ہم خود اپنی اصلاح کے محتاج ہیں اور اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں ہدایت و کامیابی کی راہ پر چلنے کی توفیق دے، دوسرے نمبر پر پھر پاکستان و برصغیر کے اندر دعوت و جہاد کی عبادت میں مصروف دیگر جہادی جماعتوں کے ہمارے انتہائی محبوب اور محترم بھائی اس تحریر کے مخاطبین ہیں ... اللہ ہم سب سے راضی ہو، ہمیں ایک دوسرے کے خیر خواہ و معاون رکھے اور ہماری مدد و نصرت فرمائے، آمین... موضوع کی طرف بڑھنے سے پہلے حالیہ واقعے، یعنی بغدادی کے قتل کے متعلق دو اہم پہلو قارئین کے سامنے رکھنا ضروری ہیں۔

امریکیوں کی خوشی بالکل بھی قبول نہیں!!

اس شخص کے مارنے پر امریکیوں کا یہ فخریہ اعلان اور اس واقعے کے ذریعے اپنے کبر و طاقت کی یہ نمائش ہمارے لیے کسی بھی طور پر قابل قبول نہیں۔ خوارج امت کا ایک گمراہ ترین فرقہ ہے، ان کے خلاف مجاہدین لڑتے ہیں اور لڑیں گے اس لیے کہ... یہ مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں، مگر امت مسلمہ کے اندر موجود ایسے ناسوروں کے خلاف یہ جنگ، ہماری داخلی جنگ ہے اور اس میں ہم امریکہ یا کسی اور کافر کی نہ مدد کریں گے اور نہ ہی ان کے ساتھ ان کی کسی خوشی میں شریک ہوں گے [1]۔ خوراج اہل اسلام کے یقیناً دشمن ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکی خوارج سے کہیں

---

[1] جمہور فقہاء خوارج کو امت کا انتہائی گمراہ، مبنی بر غلو اور بد ترین باغی فرقہ بتاتے ہیں، ان کے لیے احادیث میں جو بد ترین وعیدیں آئی ہیں، ان کا ذکر کرتے ہیں مگر اس کے باجود ان کی تکفیر نہیں کرتے ہیں (بالخصوص اُن خوارج کی جو صحابہ کرام کی تکفیر اور قرآن کی کسی آیت کی تکذیب نہیں کرتے)۔ لہٰذا داعش کے خلاف جنگ امت کا داخلی معاملہ ہے اور چونکہ یہ مجاہدین و مسلمان عوام کے خلاف لڑ رہے ہیں، اس لیے مجاہدین بھی ان کے خلاف بر سر جنگ ہیں اور اللہ کے اذن سے جلد اس فتنے کی سر کوبی ہو جائے گی۔ خوارج کے خلاف یہ جنگ لڑنے کے باوجود بھی ترجیحات کی ترتیب نظروں میں رہنا ضروری ہے۔ قائدینِ جہاد و علماء کرام کے مطابق امریکی اور دیگر کفار و طواغیت ہمارے دشمنِ

زیادہ بدتر اور غلیظ ہیں۔ لہٰذا امریکی چاہے ابو بکر بغدادی جیسے ظالم اور فاجر آدمی کو بھی کیوں نہ ماریں، ان کی ایسی کسی خوشی میں نہ ہم ان کے ساتھ شریک ہوں گے اور نہ ہی کبھی اجازت دیں گے کہ وہ اس قسم کے اقدامات کو اسلام کے خلاف جنگ میں بطورِ چال استعمال کریں۔

بغدادی کسی عزت یا ہمدردی کا مستحق نہیں!

ابو بکر بغدادی کا ہٹ جانا، قطع نظر اس کے کہ اسے کس نے مارا، مسلمانانِ عالم کے لیے خوشی و عافیت کا سبب ضرور ہے۔ وہ مجرم تھا، مسلمانوں کا قاتل تھا، اسلام کو بدنام کرنے اور تحریکِ جہاد کو برباد کرنے کا چونکہ ایک بڑا ذریعہ تھا، اس لیے جہاں امریکیوں کی خوشی پر ہم خوش نہیں، وہاں امریکیوں کے ہاتھوں اس کا مرنا، ہماری نظر میں، بغدادی کا کوئی شرف و اکرام نہیں ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہے کہ امریکیوں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد اب وہ کسی ہمدردی یا احترام کا مستحق ہوا ہو۔ کفار کے ہاتھوں محض مرنا کسی خیر کی علامت نہیں... کسی انسان کے اپنے عقائد اگر باطل ہوں، اس کے اپنے اعمال اگر مسلمانوں کے حق میں انتہائی قبیح ہوں اور اس کا وجود اہل اسلام اور دعوتِ جہاد پر اگر ایک بہت بھاری بوجھ ہو تو نہ تو اس کے خلاف کفار کا متحد ہو کر لڑنا اس کے حق پر ہونے کی دلیل ہے اور نہ ہی اس کا کافروں کے ہاتھوں مر جانا اس کو شہید کہنے کا موجب ہے۔ امریکیوں نے تو ویتنام کے اندر بھی بہت سے دشمنوں کو مارا۔ اسی طرح جاپان کے بدھ بھی امریکیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے...، اب کیا ان مقتولین کو ایک مسلمان احترام و عقیدت کے القابات سے نواز سکتا ہے؟ ہٹلر کے خلاف یورپ کے تمام کفار متحد ہو کر لڑے، اب کیا کوئی صاحب ایمان کہہ سکتا ہے کہ ہٹلر حق پر تھا؟ خود قذافی و صدام حسین بھی امریکہ و مغرب کے خلاف رہے ہیں، ان کے ساتھ بھی امریکہ و یورپ کی دشمنی رہی، اب ان میں سے کوئی ایک بھی کیا ہمارے لیے کسی لقب و عقیدت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ اصل یہ ہے کہ حق پر ہونے کے لیے باطل کے خلاف محض لڑنا یا باطل کے ہاتھوں صرف قتل ہو جانا قطعاً کافی نہیں ہے، اس

اول ہیں، ان کے خلاف جنگ ہماری پہلی ترجیح ہے۔ جہاں تک خوارج کے خلاف جنگ ہے، تو یہ بھی ہم لڑتے ہیں اور یہ ہماری اپنی جنگ ہے مگر ان کے خلاف باہر کے کسی کافر کے ساتھ ہم کسی قسم کا تعاون نہیں کرتے ہیں۔

کے ساتھ ساتھ یہ دیکھنا بھی مطلوب ہے کہ خود وہ فرد دینِ حق پر ہے کہ نہیں اور اس کے اپنے اعمال وعقائد شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں۔ ایک مقتول تب ہی ہمارے لیے احترام، محبت اور عقیدت کا اہل ہو سکتا ہے، صرف اُس وقت اس کے لیے شہید کا باعثِ تکریم لقب استعمال ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ 'رحمہ اللہ' جیسی دعا ہم لکھ و بول سکتے ہیں جب ہم اس کی سعی و عمل کی تحسین و تعریف کرتے ہوں اور اس کے راستے کو اہل ایمان کے لیے باعثِ تقلید بھی گردانتے ہوں۔ اب جس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہوں اور جس کی جنگ مسلمانوں کے خلاف بدترین مظالم اور اہل جہاد کے خلاف قبیح ترین جرائم سے عبارت ہو، ایسے فرد کا کردار ہم کیسے باعث تقلید بتا سکتے ہیں اور کیسے ہم اس کے راستے کی تعریف و تحسین کر سکتے ہیں؟ ایسا شخص تو جس کے ہاتھوں بھی مارا جائے، چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے لیے انتہائی خطرناک انجام اور بدترین عذاب کی وعیدیں سنائی ہیں، اس لیے اس کا کردار بہر صورت ہمارے لیے قابل نفرت اور موت باعثِ عبرت ہونی چاہیے۔

داعش کا جرم!

کافروں کو کافر کہنا مطلوب ہے... اگر کوئی واقعی کافر ہی کو بس کافر کہہ رہا ہو تو یہ ظاہر ہے اس کی خوبی ہے۔ اہلِ داعش کافر کو تو کافر کہتے ہیں، مگر ان کی برائی اور بدبختی یہ ہے کہ یہ کافر تو کافر، مسلمانوں کو بھی ساتھ کافر کہتے ہیں۔ شام و عراق سے یہ فتنہ اٹھا اور جہاں جہاں یہ پہنچا، وہاں جس جس نے ان کا ساتھ نہیں دیا، انہیں اس گروہ نے کافر قرار دیا۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا، ظاہر ہے کوئی کم خطرناک گناہ نہیں ہے، یہ انتہائی بڑا گناہ ہے۔ اپنے اعمال کی تباہی اور انجام کی بربادی کے لیے یہ ایک جرم بھی کافی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان داعشیوں کی خامی یہ نہیں ہے کہ یہ کافروں کے خلاف لڑتے ہیں، ان کی اصل برائی اور عظیم ترین جرم یہ ہے کہ یہ کافروں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے خلاف بھی لڑتے ہیں اور ان کا ناحق خون بہاتے ہیں۔ کسی ایک مسلمان کے بھی ناحق قتل پر اللہ کی رحمت سے محرومی اور جہنم کی دائمی آگ جیسی رونگٹے کھڑے کر دینے والی وعید ہے، مگر یہاں جس ایمان والے نے بھی ان کے ساتھ اختلافِ رائے رکھا، خواہ وہ کتنا ہی بڑا اللہ کا ولی، مجاہد، عابد اور عالم تھا، اُس کا خون انہوں نے اپنے لیے مباح جانا اور اس کے خلاف ان ظالموں نے محاذِ جنگ کھول دیا۔ ننگرہار (افغانستان) میں امارت اسلامی کے مجاہدین کا انہوں نے خون بہایا اور اب تک اس جنگ میں امارت کے سینکڑوں انتہائی قیمتی مجاہدین شہید ہو چکے ہیں۔ ایسے عظیم مجاہدین کی شہادتوں کا یہاں امارت

اسلامی نے نقصان اٹھایا جنھوں نے امریکیوں کو ناکوں چنے چبوائے اور جن کو مارنے کے لیے امریکیوں نے دن رات ایک کر رکھے تھے۔ مگر اللہ کے ان اولیاء کو قتل کرنے کی کالک امریکیوں نے نہیں، بلکہ ان بدنصیب داعشیوں نے اپنے منہ پر مَل لی۔ پھر افغانستان ہی نہیں... یمن، صومالیہ، مالی، شام، عراق، لیبیا، چیچنیا... جہاں جہاں بھی جہاد ہو رہا ہے، وہاں ان داعشیوں نے افتراق و اختلاف پیدا کیا اور مجاہدینِ اسلام کا خون بہایا۔ ناحق خون بہانے کی ایسی لت انہیں لگی ہے کہ نہتے مسلمان عوام کو بھی انہوں نے معاف نہیں کیا، بلکہ حیلے بہانوں سے انتہائی بے دردی کے ساتھ ان کا بھی انہوں نے بے دریغ خون بہایا۔

محض کفار کے خلاف قتال، حق پر ہونے کی علامت نہیں!

ظالم کفار کو مارنا اور ان کے خلاف قتال کرنا، جبکہ مسلمانوں کے دفاع میں مرنا اور ان کی حفاظت کرنا... دونوں اللہ کے احکامات ہیں اور یہ دونوں فرائض ہیں۔ اب کوئی کافروں کو تو مار رہا ہے مگر ساتھ ہی وہ مسلمانوں کو بھی قتل کر رہا ہو تو یہ ظلم ہے، خواہشِ نفس کی اتباع ہے، شریعت سے بغاوت ہے۔ شریعت کی نظر میں تو مومن وہ ہے جو أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (کفار کے خلاف سخت) ہو تو ساتھ ہی رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (مسلمانوں کے لیے انتہائی نرم) بھی ہو۔ قرآن کی نظر میں اچھا مسلمان تو وہ ہے جو أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (کفار کے مقابل زبردست) صرف نہ ہو، بلکہ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (مؤمنین کے لیے رحم دل) بھی ہو۔ اب جو گروہ / فرد کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی مار رہا ہو، جو کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی کافر کہہ رہا ہو، وہ چاہے کفار اور طاغوتی افواج کے خلاف میدانِ قتال میں بہادری کے جھنڈے گاڑے اور چاہے وہ کفار ہی کے ہاتھوں پھر قتل بھی ہو جائے، تو اس کے ان اعمال کے سبب وہ کبھی بھی اہلِ ایمان کے لیے قابلِ تعریف و تقلید نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسا گمراہ اور ظالم ہے جس کی پیروی سے بچنا اور دوسروں کو بچانا اہل ایمان کے لیے لازم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکیوں، اور دیگر کفار و طواغیت کے خلاف صرف لڑنا کسی بھی طور پر قابل تعریف نہیں ہے، یہ سب تو آپس میں بھی لڑتے ہیں۔ مطلوب یہ ہے کہ ایک طرف ان کفار کے خلاف لڑا جائے تو ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف مسلمانوں کی حفاظت بھی کی جائے اور اہلِ ایمان کے خون کی ایک ایک بوند سے مکمل طور پر دامن بھی بچایا جائے۔ صرف تخریب مطلوب نہیں، بلکہ یہ تخریب، اس تعمیر کی خاطر لازم ہے۔ کفار کے

خلاف لڑنے کا ایک مقصد و غایت اہل اسلام کی حفاظت و تقویت ہے۔ جبکہ یہاں اسلام کا نام لے کر اہل اسلام ہی کی جان و مال پر ہاتھ صاف کیا جا رہا ہے اور جہاد کا نام لے کر جہاد ہی کی جڑیں اکھاڑی جا رہی ہیں۔

شر کا علم بھی ضروری ہے!

یہ اہل غلو مسلمانوں کے خلاف بھی کیوں لڑتے ہیں؟ علماء امت سے ان کے اختلاف کا اصل سبب کیا ہے؟ مسلمانوں اور امت کے بہترین لوگوں کی یہ تکفیر کیوں کرتے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں کہ جن کا جواب اگر ہم اپنے سامنے رکھیں تو خود ہمارا سفر آخرت ان شاء اللہ ٹھیک سمت پر رہے گا اور ہم خود بھی بہت سے ایسے فتنوں سے بچ جائیں گے کہ جن کے باعث تحریکِ جہاد اور امت کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوتا رہا ہے۔ ہمیں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے قولِ مبارک پر عمل کرنا چاہیے کہ لوگ آپ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے، جبکہ میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اور اس شر کے بارے میں جاننے کا سبب یہ ہوتا تھا کہ میں اُس میں مبتلا ہونے سے بچ جاؤں[1]۔ اس طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ جو لوگ صرف خیر جانتے ہیں اور شر کی پہچان نہیں کر سکتے ہوں تو قوی خدشہ ہے کہ وہ شر کو خیر سمجھ کر قبول کر لیں گے، یعنی اس میں مبتلا ہو جائیں گے یا دوسری صورت میں اس شر کی وہ اُتنی مخالفت نہیں کریں گے جتنا کہ اسے جاننے والے مخالفت کرتے ہیں[2]۔ لہٰذا اُن اسباب کو سمجھنا ہم مجاہدین کے لیے انتہائی ضروری ہے جن کے سبب داعشی، مسلمانوں کے محافظین کی جگہ ان کے قاتل بن گئے اور جن کی وجہ سے وہ مجاہدین کی صف چھوڑ کر اہل جہاد کو بدنام کرنے والے جہاد دشمنوں کی صورت اختیار کر گئے۔

---

[1] حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي.(بخاري ومسلم)

[2] مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِلَّا الْخَيْرَ فَقَدْ يَأْتِيهِ الشَّرُّ فَلَا يَعْرِفُ أَنَّهُ شَرٌّ فَإِمَّا أَنْ يَقَعَ فِيهِ وَإِمَّا أَنْ لَا يُنْكِرَهُ كَمَا أَنْكَرَهُ الَّذِي عَرَفَهُ .(مجموع الفتاوى)

گمراہی کی بنیاد... خواہش نفس کی پیروی

فتنۂ داعش کے آغاز سے، بلکہ ان کے "اعلانِ خلافت" سے بھی پہلے کے دور سے لے کر آج تک، جبکہ اب ان کا سفرِ زوال ان شاء اللہ آخری مراحل میں ہے، ان کے فکر و عمل کا آپ بغور جائزہ اگر لیں اور ماضی قریب و بعید کے دیگر تمام اہلِ غلو کا مطالعہ اگر کیا جائے... تو زمان و مکان کی قیود سے ہٹ کر تاریخ جہاد کے تمام اہل غلو میں بنیادی صفت جو مشترک اور غالب نظر آتی ہے، وہ خواہش نفس کی اتباع ہے۔ اسلام اللہ کی بندگی سے عبارت ہے اور اللہ کی یہ بندگی علمِ شرعی پر عمل کا نام ہے۔ کیا جائز ہے، کیا ناجائز، بلکہ جو کچھ شرعاً جائز ہو، ان میں بھی پھر تحریکِ جہاد کے لیے کیا مفید ہے اور کیا غیر مفید... یہ علم شرعی ہی کا دائرہ ہے[1]۔ اب شریعت جو کہے، دل چاہے یا نہ چاہے، بس اس کے مطابق اپنا عمل ڈھالنا اس دین میں مطلوب ہے۔ مگر یہاں اپنی ہی خواہش کو شریعت کا نام دیا جاتا ہے اور اپنی ناجائز چاہتوں پر عمل ہی کو پھر جہاد کا مفاد باور کرایا جاتا ہے۔ اگر خواہش علمِ شرعی کے خلاف ہو تو خواہش ترک نہیں کی جاتی ہے، عمل تو عین اُس خواہش پر ہی کیا جاتا ہے، مگر ساتھ ہی پھر اس غیر شرعی عمل کو عین شرعی بھی مشہور کیا جاتا ہے۔ ایسے میں اگر علمِ شرعی کی بنیاد اور مصالح جہاد کے پیمانہ پر انہیں کوئی منع کرے تو اُن منع کرنے والوں کی شامت آجاتی ہے۔ یہ اُن کو اپنے لیے سدِ راہ سمجھ لیتے ہیں، انہیں زیادہ نیک اور بہت 'سمجھ دار' بننے کے طعنے دیتے ہیں، حتیٰ کہ جن کی دعوت و جہاد میں عشروں پر محیط طویل زندگی گزری ہے ان کے بھی علم و تقویٰ اور تجربہ و قربانی سمیت ہر خوبی سے یہ انکار کر دیتے ہیں اور اپنی توپوں کا رُخ ان کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

شریعت کی نہیں، اپنی برتری!

یہ نفس و شیطان ہی ہیں کہ جن کے سبب یہ لوگ جہاد و امت کی مصلحت، شریعت کی اتباع میں نہیں، بلکہ جائز و ناجائز کسی بھی طریقے سے قوت اور تسلط حاصل کرنے میں سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہر ذریعہ سے طاقت و اختیار کا حصول اور اپنے تسلط کی دھاک بٹھانا ان اصحابِ غلو کا نصب العین بن جاتا ہے۔ یہ منزل حاصل کرنے کے لیے شریعت کے کتنے

[1] کہ سیاست الشرعیہ، علم شرعی ہی کی قسم ہے۔

واضح اور اہم احکامات پاؤں تلے روندے جائیں، کتنا معصوم خون یہ بہائیں، کتنی عزتیں لٹیں، یہ سب اپنے لیے جائز بلکہ فرض سمجھتے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے اور مطلوب تو یہی ہے کہ علم شرعی جس راستے پر آپ کو لے جانا چاہے آپ بس بے چوں وچرا اسی راہ کو صحیح اور مفید سمجھ کر اس پر آگے بڑھیں اور 'اس علم و عقل کے راستے سے قدم کبھی دور نہ ہٹیں'، یہی فکر آپ کو لاحق ہو۔ لازم تو یہی ہے کہ آپ تقویٰ، علم اور تجربہ رکھنے والے علماء کرام ہی سے پوچھ پوچھ کر قدم بڑھائیں، اور تکبر و ہٹ دھرمی کی جگہ تواضع اپنا کر راہ جہاد پر آگے بڑھیں۔ مگر یہاں علمِ شرعی جان کر قدم نہیں اٹھایا جاتا، بلکہ قدم خود سے اپنی خواہش کے مطابق بڑھا کر 'علم شرعی' کو زبردستی اپنے ساتھ لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ اہل غلو، مسائل پوچھ کر اور فوائد و نقصانات دیکھ کر کبھی عمل نہیں کرتے ہیں، بلکہ ان کا قول و عمل، دعوت و قتال، سب خواہش نفس... یعنی ہوس و شہوت یا غصہ و انتقام کے تحت ہوتے ہیں اور ایسے قول و عمل کو ہی شرعی ثابت کرنے کے لیے پھر اپنے تئیں دلائل گھڑتے ہیں۔

علماء کرام سے اختلاف کیوں؟

اسلام علم کے بعد عمل کا نام ہے۔ علم شرعی موجود ہے، تاریخ جہاد کے تجارب محفوظ ہیں، ان کی روشنی میں مصالح و مفاسد کتابوں میں مدون ہیں، رہنمائی لینے کے لیے تقویٰ و تجربہ رکھنے والے اہل علم اور اہل جہاد سے بھی میدانِ جہاد الحمدللہ خالی نہیں ہے، مگر ان سے پوچھا نہیں جاتا بلکہ ان کی جان بوجھ کر مخالفت کی جاتی ہے، کیوں؟ اس لیے کہ یہ اہل علم ان کی خواہش کے مطابق مشورہ اور فتویٰ نہیں دیں گے۔ یہ اہل علم چونکہ ان کے مبنی بر انتقام ارادوں کو سندِ جواز فراہم نہیں کریں گے، اس لیے ان کی طرف بالکل بھی دیکھا نہیں جاتا، ان کی کتب و ارشادات پر نظرِ التفات تک نہیں ڈالی جاتی، بلکہ جو جی میں آئے کر گزرتے ہیں۔ جس کو چاہے یہ مارتے ہیں اور جس کو، جس انداز میں ان کے دل چاہیں یہ قتل کر دیتے ہیں... جس فرد اور طبقہ کے لیے ان کے جی میں آئے اسے 'جہادی اہداف' میں شامل کر لیتے ہیں... مگر یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی، ان کی خواہش و کوشش یہی ہوتی ہے کہ ان کے ان مبنی بر ہویٰ اعمال کو بہر صورت عین شرعی کہا جائے اور جہاد کی جڑیں تک کاٹنے والی ان کی ان حرکتوں کو ہر لحاظ سے عین جہاد کہا جائے۔

گمراہی کا دوسرا سبب "تعصب" ہے!

اہل غلو کی گمراہی کا دوسرا بڑا سبب "تعصب" ہے۔ یہ تعصب حقیقت میں خواہشِ نفس کی پیروی کا ہی نتیجہ ہے، مگر اس کی علیحدہ تفصیل بیان کرنا ضروری ہے۔ تعصب انتہائی غلیظ ترین اور ایمان و عملِ صالح کے لیے مہلک ترین صفت ہے۔ تاریخِ جہاد کے اندر، الجزائر سے داعش تک تحریکِ جہاد کو نقصان پہنچانے والے سب اہلِ غلو میں یہ انتہائی گھٹیا صفت آپ کو بڑی حد تک مشترک ملے گی۔ اسی کے سبب باطل کو حق اور حق کو باطل گردانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ہی حق کے خلاف باطل اور مظلوم کے خلاف ظالم کا ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس تعصب کے باعث ہی یہ اہل غلو ہر بڑی خیر سے اپنے آپ کو محروم کر دیتے ہیں اور اسی کے سبب ہی یہ ہر بڑے شر کو اپنے ہی کھاتے میں قبول کرتے ہیں۔ اکثر جگہ یہ تعصب جماعتی اور گروہی ہی رہا ہے اور اسی نے تحریکِ جہاد کو نقصان دیا ہے مگر اس کے علاوہ بھی ہر وہ تعصب جو معاشرے میں کسی بھی صورت میں موجود ہو اور جس کو ختم کرنا نفاذِ شریعت کے داعیانِ کرام کی ذمہ داری ہوتی ہے، یہ اہل غلو الٹا اُس میں اضافہ کرتے ہیں اور اسے اپنی برتری اور مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ حدیث میں تعصب کی بہت مذمت آئی ہے۔ اس کی طرف دعوت کو جاہلیت کی طرف بلانا کہا گیا ہے اور فرمایا گیا: دَعُوهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ، "چھوڑو اس کو، کہ یہ (انتہائی) بدبو دار ہے"۔ اس طرح اس کے تحت جنگ کو اندھے جھنڈے تلے جنگ کہا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں مارے جانے والے کی موت کو جاہلیت کی موت کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے "مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ، يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً، فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ"[1]۔ "جو کسی اندھے جھنڈے تلے لڑا، (ایسے حال میں کہ وہ) عصبیت کی طرف بلاتا ہو، یا عصبیت کی مدد کرتا ہو، تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے"۔ گویا تعصب کا آغاز بھی جاہلیت ہے اور انتہاء یعنی اس کی خاطر لڑنا، مارنا اور مرنا بھی جاہلیت ہے۔

---

[1] صحیح مسلم

تعصب کیا ہے؟!

تعصب دوسروں میں موجود خیر اور خوبی کا انکار ہے جبکہ اپنے اندر پائے جانے والے شر اور خامی کا دفاع ہے۔ غلو میں مبتلا افراد بس اپنی جماعت کو ہی صالح اور داعیٔ خیر گردانتے ہیں۔ لٰہذا وہ اپنی جماعت کی خامی کو ہمیشہ خوبی ثابت کرتے ہیں جبکہ جماعت سے باہر دوسروں میں موجود خوبی کو بہر صوت خامی بتاتے ہیں۔ اپنی جماعت میں شامل افراد کے جرائم کی وہ تاویلیں کرتے ہیں، اِن کے قبح کو عین حُسن اور ان کی برائیوں کو عین اچھائیاں ثابت کریں گے جبکہ اپنی جماعت سے باہر دیگر جماعتوں میں موجود ہر خیر کو شر، خوبی کو خامی اور اچھائی کو برائی قرار دیں گے۔ انہیں ہر اُس خیر سے دشمنی ہوتی ہے جو ان کی جماعت سے باہر ہو اور ہر اُس شر سے یہ چشم پوشی کرتے ہیں اور اس کا بہر صورت دفاع کرتے ہیں جو ان کی اپنی جماعت کے اندر ہو۔ اگر کوئی شر ان کے گروہ کے نام، ان کی جماعت کی نسبت اور ان کے جھنڈے کے تعارف سے موجود ہو تو وہ اس کو شر کہنے کے لیے کبھی تیار ہی نہیں ہوں گے۔ شر کے ساتھ یہ نسبت ہی ہے کہ جس کے سبب یہ ہر اُس شخص سے بھی عداوت رکھتے ہیں جو انہیں ان کی جماعت سے منسوب شر کی طرف متوجہ کرتا ہو۔

جنگ خیر کے خلاف بھی!!

اہل غلو کی جماعت سے باہر اگر کوئی گروہ جہاد کرتا ہے، نفاذ شریعت کی کوشش کرتا ہے اور شریعت پر اپنی تئیں عمل کرتا ہے، اب یہ سب امور خیر ہیں، مگر یہ تمام تر خیر بھی ان کے ہاں قابل قبول نہیں ہوگی، اس خیر کی تعریف نہیں ہوگی، اعتراف تک نہیں ہوگا بلکہ خیر کے ان حامل افراد کے خلاف بھی یہ نفرت وعداوت دکھائیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ یہ خیر ان کی اپنی جماعت، نام اور پہچان سے کیوں نہیں ہے؟ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ خیر والا گروہ بھی کسی طرح ان کی جماعت میں داخل ہوجائے، لیکن وہ اِن کی جماعت کی بیعت اگر نہیں کرتا تو پھر اُس کے خلاف یہ پراپیگنڈا کرتے ہیں، اس پر ایجنسیوں کا کارندہ ہونے اور منہج کی ٹیڑھ کی تہمتیں لگاتے ہیں اور تھوڑی بہت قوت اگر پاس ہو تو اس پر میدانِ جہاد تنگ کرنے کے لیے ہر ممکن حربہ بھی استعمال کریں گے۔ ان کے ہاں اپنی جماعت سے باہر کسی بھی شخصیت کی کوئی خیر قابل ذکر اور قابل تعریف نہیں، ایک شخصیت دین کی خدمت کررہی ہے، اس سے

کسی طرح دین کو فائدہ پہنچ رہا ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ اس میں موجود اس خوبی کی تعریف ہو، مگر نہیں، خوبی کی نفی ہو گی، اس کا مکمل طور پر انکار ہو گا، ہاں اگر اس میں کوئی کوتاہی بھی ہوئی، تو اس کا خوب بڑھا چڑھا کر اعلان ہو گا اور اسے مجسم شر دکھانے کی سعی ہو گی۔

'دوستی اور دشمنی' بس جماعت کی خاطر!

ہونا تو یہ چاہیے کہ جہادی جماعت کی تشکیل کا مقصد غلبۂ دین کے بعد بس مسلمانوں کی نصرت وہدایت ہو، مگر یہ بدنصیب اپنی جماعت کا جھنڈا مسلمانوں ہی کے مقابل اپنی برتری کے لیے کھڑا کرتے ہیں۔ اپنی محبت و تائید کا دائرہ یہ اس حد تک تنگ کر لیتے ہیں کہ بس ان کے لیے پوری امت ان کی وہ چھوٹی سی جماعت ہی بن جاتی ہے۔ جو ان کی اس جماعت میں ہے تو گویا وہ امت میں ہے، دائرۂ ولاء میں وہ داخل ہے، اور جو خارج از جماعت ہے، وہ گویا امت سے ہی خارج ہے۔ ان کی محبت و ہمدردی بس اُن کے ساتھ ہو گی جو ان کی جماعت سے محبت رکھتا ہو اور ان کی نفرت وعداوت کا وہ فرد بہر صورت حق دار ہو گا جو ان کے اس معیارِ ولاء سے بری ہو۔

ایک مومن کے لیے محبت و نفرت اور دوستی و دشمنی کا معیار اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کا دین حنیف ہونا ضروری ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے، ''مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ''، ''جس نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر نفرت کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روکا تو اس کا ایمان کامل ہوا''۔ مگر یہاں یہ معیار تنظیم اور گروہ ہوتا ہے اور ایمان کی درستگی کا پیمانہ اس خاص جماعت سے تعلق ہوتا ہے (نعوذ باللہ)۔ ایسے لوگ گویا زبانِ حال سے اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ: من أحبّ للتنظيم و أبغض للتنظيم، ومنع للتنظيم، وأعطىٰ للتنظيم فقد...... جس نے تنظیم کی خاطر محبت و نفرت کی اور تنظیم ہی کی خاطر دیا اور روکا تو جیسے (نعوذ باللہ) اس کا ایمان مکمل ہو گا! یہ بس اس تنظیم وجماعت کے باعث ہی لوگوں سے جڑتے ہیں اور اس کی خاطر ہی یہ مسلمانوں سے تعلق توڑتے اور دشمنیاں رکھتے ہیں۔ یوں ایمان کا رشتہ یہاں برائے نام ہی رہتا ہے۔ ایمان کا یہ رشتہ اور دعویٰ بیکار بھی نہیں ہوتا ہے، اسے بھی استعمال کرتے ہیں، مگر اُس وقت جب اس میں جماعت کا مفاد

نظر آتا ہو۔ اگر ایمانی تقاضوں اور جماعتی مفاد میں کہیں ٹکراؤ کا سامنا ہو اور دونوں میں سے کسی ایک کا ساتھ دینا ہو تو یہ لامحالہ جماعت کی طرف ہی وزن ڈالتے ہیں۔

ہر نیک و فاجر کو شاملِ جماعت کرنا...!

ایسے لوگ چونکہ اپنے گروہ کی برتری اور غلبہ ہی کو اپنا مقصد و غایت بناتے ہیں، اس لیے ان پر اپنے گروہ کو دیگر کے مقابل زیادہ قوی اور باصلاحیت دکھانے کا خبط سوار ہوتا ہے۔ ان کی چونکہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش ہوتی ہے کہ صلاحیت اور وسائل اگر ہیں تو ہمارے پاس ہیں، اس لیے جو بھی ان کے سامنے اپنی صلاحیتیں اور اپنا آپ پیش کرتا ہے، جو بھی ان کی بیعت کرتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ کتنا بڑا مجرم ہے، کتنا بڑا قاتل ہے، وہ بدترین بھتہ خور اور ڈاکو ہے، بس وہ اگر ان کے گروہ کو مضبوط کرتا ہے، دیگر مسلمانوں کے مقابل ان کے جتھے کو اگر وہ شہرت دے سکتا ہے تو یہ اسے قبول کرتے ہیں۔ ہر نیک و فاجر کو شاملِ جماعت کرنا انہوں نے اپنی مجبوری بنائی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے اپنی جماعت ''داعش'' ہی کو جہاد کا نمائندہ اور اسی کو واحد جہادی گروہ جو دکھانا ہے! جب مقصد یہ ہو تو پھر ایک ہی پرمٹ اور ایک ہی لائسنس بس لازم ہوتا ہے، وہ یہ کہ آپ کی جماعت کو وہ فرد اپنی جماعت کہتا ہو اور آپ کے امیر کو وہ اپنا 'خلیفہ' یا 'امیر' بتاتا ہو۔ کسوٹی بس یہ ہے کہ جس پر افراد کو شاملِ جماعت کیا جاتا ہے۔

سوائے ایک محاسبہ کے کوئی محاسبہ نہیں!

ایسی جماعت کے اندر کسی کا کوئی محاسبہ نہیں ہوتا! کسی کا جماعت سے کوئی اخراج نہیں ہوتا! محاسبہ ہوتا ضرور ہے مگر صرف اس پر کہ امیرِ جماعت سے بغاوت تو نہیں ہو رہی ہے؟ جماعتی نظم کے مقابل کوئی الگ نظم تو کھڑا نہیں ہو رہا ہے؟ کوئی فرد جماعت چھوڑنے کا تو نہیں سوچ رہا ہے؟ اگر تو ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو پھر مزید کوئی سوال نہیں!! کوئی محاسبہ نہیں ہے، سب قتل قبول... سب مظالم قابل لحاظ... بدترین بد اخلاقی بھی باعث عار نہیں... ہر جرم قابل معافی بلکہ پوری جماعت کے لیے قابل دفاع ہے... جماعت کے نام سے کوئی کتنا ہی مسلمانوں کو دھمکیاں دے، جماعت کے پلیٹ فارم سے جتنا بھی مسلمانوں کی تکفیر کرے، کوئی روک ٹوک نہیں، کیوں؟؟ اس لیے کہ روک ٹوک اگر کی گئی تو لوگ جماعت چھوڑیں گے، وہ جماعت کے خلاف ہو جائیں گے اور ظاہر ہے 'جماعت کی وحدت اور تقویت

تو مطلوبِ جہاد ہے '... دوست و دشمن، اپنوں و پرایوں دونوں کے مقابل چونکہ قوت درکار ہے، اس لیے ہر قاتل اور ہر فسادی کو بھی جماعت میں برداشت کرنا انہوں نے اپنی مجبوری بنائی ہوتی ہے اور اس مجبوری کو ہی جہاد کی مصلحت بھی بتلاتے ہیں۔یوں یہ اہل غلو تباہی و بربادی کی راہ پر آگے بڑھتے ہیں۔ میڈیا ان کے اقوال و افعال بریکنگ نیوز اور مذاکروں و تجزیوں میں دکھا دکھا کر پوری دعوتِ جہاد کارد کرتا ہے، دشمنان جہاد، جہاد ہی کے نام سے یہ جرائم دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور یوں ان کے اقوال واعمال کا خمیازہ ساری تحریک جہاد بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھگتنا پڑتا ہے۔

"لَنا عُلمَاؤنا وَ لَكُم عُلماؤكُم"

سفینۂ جہاد جب ڈوبنے لگتا ہے، تو اس میں سوار دیگر جہادی جماعتوں پر کشتی میں سوراخ کرنے والے اِن عاقبت نا اندیشوں کو روکنے کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے، یہ نہی عن المنکر بھی بلاشبہ فرض ہے۔ لہٰذا اس فرض کی ادائیگی کے لیے دوسرے ہم سفر جب آگے بڑھتے ہیں تو بڑی سختی کے ساتھ انہیں جھڑکا جاتا ہے "لنا عُلمَاؤنا وَ لَكُم علماؤكُم" ... ""تمہارے لیے تمہارے علماء اور ہمارے لیے ہمارے علماء" کہہ کر انہیں فوراً چپ کرایا جاتا ہے کہ نصیحت صرف اُن کی قبول ہوگی جو ہمارے گروہ کے اندر ہو، جماعت سے باہر والوں کی نہ نصیحت قبول اور نہ ہی فتاویٰ منظور!...یوں ان کا یہ تعصب دین اور شریعت کی بھی حد بندی کر دیتا ہے۔ اب ہر جماعت اور ہر تنظیم کی گویا اپنی شریعت ہوگی!...شریعت تو یہ اپنی جدا کر لیتے ہیں، مگر کاش کہ افعال کے نتائج پر بھی حدیں باندھی جا سکتی ہوتیں۔ کاش کہ اس دنیا میں داعش ہی صرف اپنے بوئے ہوئے کو کاٹتی اور ان کے کیے کا وبال دیگر جماعتوں اور پوری امت پر نہ پڑتا...! مگر نہیں! جہاد میں ایسا کہاں ہوتا ہے ؟! یہاں تو ایک گروہ کی خود اجتہادی (یا صحیح معنوں میں خود سری) کی سزا پوری کی پوری امت کو بھگتنی ہوتی ہے۔ایک جماعت اگر اس کشتی میں سوراخ کر دیتی ہے تو پورے کا پورا سفینۂ جہاد ہی ڈوب جاتا ہے۔ پھر یہ اصحابِ غلو آغاز میں اعلان تو کر دیتے ہیں کہ نصیحت صرف وہ قبول جو ان کی اپنی صف سے ہو مگر نہ یہ خود اپنی جماعت کے اندر کسی 'رجل رشید' کی نصیحت قبول کرتے ہیں اور نہ ہی یہ دوسری جماعتوں کو ان کی مبنی بر دلیل رائے کے اظہار کی اجازت دیتے ہیں۔

افسوس کہ صرف یہ حق بھی اگر یہ دوسروں کو دے دیتے کہ وہ جسے حق سمجھیں، اُس کا اظہار بھی کر سکیں! اتنے تحمل سے بھی یہ اگر کام لیتے تو گزارا ہوتا۔ تب جنہیں حق کی تلاش ہوتی، وہ اسے پا لیتے۔ مگر نہیں! اِن کے ساتھ اختلاف اور اِن پر نقد تو بہر صورت جرم ہے! پہلے کہتے تھے ہمارے علماء اور تمہارے علماء، مگر بعد میں پھر دوسروں سے بھی اپنی آراء (خواہشات) کی پابندی کرواتے ہیں اور اپنے عمل سے سب کو گویا یہ پیغام دیتے ہیں کہ جس کو بس ان کی جماعت صحیح سمجھے، وہی صحیح ہو گا، سب نے اسے ہی صحیح کہنا ہے اور اس سے ہٹ کر لب کشائی کی کسی کو بھی اجازت نہیں!

یہ کیسے لوگ ہیں، ہر بزم میں جو کہتے ہیں
وہی صحیح ہے جو بس ہم نوا ہمارا ہو!

ایسے میں پھر بھی کوئی اپنا فرض اگر ادا کرے، اختلاف کی جسارت اگر کرے اور اہل اسلام کے سامنے صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہہ کر حق و باطل کے بیچ تمیز واضح کرے تو ٹھک سے یہ اُن پر تراجع اور مرجعہ ہونے کی تہمت لگاتے ہیں، جنگ کا محاذ اس کے خلاف کھولا جاتا ہے اور پھر یہ مزید وہ کچھ کرتے ہیں جس سے وہ (کشتی میں سوار دیگر ہم سفر جماعتیں) زِچ ہوں۔

آپ شام و عراق سے افغانستان تک دیکھیے، اول سے آخر تک داعش کا یہی طرز عمل رہا ہے۔ اس فساد کا سبب کیا ہے؟ سبب تعصب ہے، کبر ہے... اور ان دونوں کے پیچھے پھر وجہ وہی خواہش نفس کی پیروی ہے۔ آج کے اہل غلو ہوں یا ماضی کے خوارج، یہ صفت ان سب میں مشترک ہے، اور یہی وجہ ہے کہ امت کے علماء نے بھی خوارج کو 'اہل ہویٰ' یعنی خواہشات کے پیچھے چلنے والا فرقہ کہہ کر یاد کیا ہے۔

ایجنسیوں کے لیے بہتی گنگا...!

یہ تعصب ہی ہے کہ جو ایجنسیوں کی سازشوں کو کھلا موقع فراہم کرتا ہے۔ دنیائے کفر کی تمام ایجنسیاں اپنے افراد ایسی جماعت میں بھیجتی ہیں۔ یہ افراد بلا روک ٹوک قبول بھی کر لیے جاتے ہیں اور انتہائی سہولت کے ساتھ وہ آگے جہاد مخالف جرائم بھی انجام دیتے ہیں۔ چونکہ صرف جماعت، جھنڈا اور امیر پر اتفاق ہی یہاں شمولیت کے لیے درکار

کوائف ہیں اور افکار و کردار یہاں غیر متعلقہ صفات ہیں، بس جو جس کردار کا بھی ہو اور جیسے بھی وہ 'جہاد' کرنا چاہتا ہو، ان امور کا دیکھنا چونکہ غیر ضروری ہے، اس لیے سب کو خوش آمدید کہا جاتا ہے، انہیں ان کی صلاحیت، قوت اور وسائل کی بنیاد پر شاملِ جماعت کیا جاتا ہے۔ ان سے بھرپور 'استفادہ' کیا جاتا ہے۔ اور یہ استفادہ کیوں نہ ہو؟ بہر حال اپنی برتری جو دکھانی ہے۔ 'میڈیا میں تسلسل کے ساتھ اپنی جماعت کا نام اگر لانا ہے تو بھرتی کے اصول اسی طرح 'ڈھیلے' رکھنے پڑیں گے'۔ گویا 'صحیح مجاہد' اور 'اچھے مسلمان' ہونے کے لیے بس خاص اس جماعت کا بننا اور دشمن کے خلاف چند کارروائیاں کرنا ہی کافی ہو جاتا ہے۔ باقی وہ جس مسلمان کو چاہے کافر کہے، مسئلہ نہیں! جس انسان کا چاہے وہ خون بہائے اور جس انداز سے چاہے وہ قتل کرے، پرواہ نہیں! وہ انسانوں کا چمڑہ اتارتا ہو، زندہ سلامت انسانوں کو آگ میں ڈال کر ان کو بھون ڈالتا ہو، مخالفین کو قتل کر کے ان کے جسموں کا تکا بوٹی بناتا ہو، قیدی عورتوں کو لونڈیاں بنا کر ان کی منڈیاں لگواتا ہو، جہاد کے نام پر بدترین اور انتہائی وحشی قسم کے مناظر فلم بند کروا کر جہاد مخالف مہم کو تقویت دیتا ہو... سب بس اس ایک 'خوبی' کے صدقہ میں قبول ہیں کہ یہ فرد اپنی 'جماعت' میں ہے۔ اپنی جماعت کی سب سیئات حسنات، ساری بدصورتیاں خوبصورتی اور تمام جرائم خدمات جو نظر آتے ہیں۔ ایسے میں پھر 'سی آئی اے'، 'آئی ایس آئی'، 'را'، بلکہ دنیا کی ہر اسلام دشمن ایجنسی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کیوں نہ دوڑے؟ کیوں نہ یہ ایجنسیاں وہ سب کچھ جہاد کے نام سے کروائیں جن سے اسلام بدنام اور جہاد قابل نفرت ٹھہرتا ہو! جہاد کے نام پر پھر ہر طرح کے جرائم ہوتے ہیں اور ان پر 'خلیفۃ المجرمین'، اس کے 'وزراء و جنود'... اپنی جگہ خوش اور ایجنسی کے فریب کار طواغیت اپنی جگہ خوش! سب کے وارے نیارے۔ تباہی اور آزمائش اگر آتی ہے تو تحریکِ جہاد اور مظلوم و مقہور امت مسلمہ کے حصے میں۔

ذمہ داری ہر کارروائی کی جبکہ... مذمت کسی کی نہیں!

داعش کے نام سے کون سا جرم ہے جو نہیں ہوا؟ جہاد کو بدنام کرنے والی کون سی حرکت ہے جو یہاں ہوئی نہیں ہے؟ ہر وہ کچھ ہوا جس کا یہود و ہنود اور ان کے ہمنوا کبھی خواب دیکھتے تھے۔ وہ سب ہوا اور جہاد کے نام سے ہوا۔ اب کیا کسی ایک ایسے جرم کی کبھی مذمت ہوئی ہے؟ ایسی کسی ایک حرکت پر کسی ایک فرد کا محاسبہ ہوا ہے؟ نہیں، کبھی نہیں! داعش ہو یا اس سے پہلے الجزائر کا غلو پر مبنی گروہ، ان کی تاریخ دیکھیے، یہاں کرنے کی ذمہ داریاں تھوک کے حساب

سے ملیں گی، مگر نہ کرنے، یا مذمت و برأت کے عنوان سے شاید ہی کوئی ایک کاوش بھی ملے! یہاں بس رفتار بڑھانے کے لیے چیخ و پکار تو بہت ہے مگر اس بھیڑ میں بھی 'سپیڈ بریکر' اور ڈرائیونگ کے اصول کہیں نہیں ہیں۔ جرائم کی مذمت و برأت یہ خود بھی ضروری نہیں سمجھتے، جماعت کے نام سے کچھ نہ کچھ ہونے اور میڈیا میں زندہ رہنے کا شوق... سب جرائم بھی جہاد کے کھاتے میں قبول کرنے پر انہیں مجبور کرتا ہے۔ پھر کسی غلط حرکت کی مذمت و برأت اگر کریں تو خود اپنے ساتھیوں کی ناراضگی کا خطرہ کیوں مول لیں؟ 'وسائل اور افراد اگر خرچ ہوئے ہیں تو ذمہ داری لینا بھی جماعت کا حق ہے'، چاہے یہ ذمہ داری دعوتِ جہاد کے خلاف ہی کیوں نہ ثابت ہو!... پھر یہاں کون دیکھتا ہے کہ کارروائی اپنوں نے ہی کی ہو تو ذمہ داری لی جائے؟ کارروائی اگر ہوئی ہے تو اس کی ذمہ داری لینا اور اسے جہاد اور اپنی جماعت کے کھاتے میں ڈالنا بہر صورت لازمی ہے، اب چاہے کوئی کارروائی ایجنسیوں کے اہلکاروں نے ہی کیوں نہ کی ہو، مسئلہ نہیں! ذمہ داری جماعت ہی کے نام سے لی جائے گی۔ کیوں؟ اس لیے کہ خبروں میں زندہ رہنا ہے! ایسی ذمہ داریوں سے بھی 'جماعت' کو تقویت تو ملتی ہے! جہاد اور دعوتِ جہاد کو تقویت ملے یا نہ ملے، جماعت کو 'شہرت' ضرور ملتی ہے!

فساد کا سبب خارجی ہے یا... داخلی؟

یہ سب کچھ دیکھ کر نہ یہ کہنا درست ہے کہ جہاد کے نام پر یہ سب جرائم بس ایجنسیوں نے کیے اور داعش کے یہ سب مجرمین بس 'سی آئی اے' کے ایجنٹ ہیں، اور نہ ہی یہ کہنا صحیح ہے کہ مشرق سے مغرب تک جاری داعش کے نام پر یہ سارا فساد بس ان خارجی صفت اصحابِ غلو نے ہی کیا اور ایجنسیوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ داعش ہو یا اس سے پہلے کوئی اور مبنی بر غلو جماعت، حقیقت یہ ہے کہ ایسی جماعت جہاد اور اسلام کے نام پر ہی اٹھتی ہے، اس کی قیادت کا براہ راست ایجنسیوں کے ساتھ تعلق قطعاً ضروری نہیں ہے۔ یہ خواہشِ نفس اور تعصب ہی ہیں کہ جو ہر گندگی کو جماعت میں در آنے کا راستہ دے دیتے ہیں۔ ان کے سبب ہر ظلم کو یہاں عدل گردانا جاتا ہے اور ہر باطل کو اپنی صفوں میں 'برداشت' کیا جاتا ہے۔ اس تعصب، جہالت اور خواہش نفس کے سبب ہی جماعت میں شامل افراد کے افکار اور اخلاق بد سے بدتر ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف انتقام، اندھے جذبات اور جہالت کے تحت اس جماعت ہی سے منسلک افراد مظالم ڈھاتے ہیں اور دوسری طرف قیادت اپنی جماعت کو 'قوی' دکھانے

کے شوق میں ان جرائم کو جہاد کے عنوان سے قبول بھی کرتی ہے۔ ایسے میں ایجنسیاں ایسی جماعت سے بھر بھرپور استفادہ کرتی ہیں۔ اگر بعض جرائم کی طرف گروہ کے افراد کا دھیان نہ جاتا ہو، تو ایجنسیاں ہی اپنے اہلکاروں سے وہ جرائم کرواتی ہیں اور جماعت کی قیادت ہاتھوں ہاتھ، فی الفور ایجنسیوں کے ان جرائم کی بھی اپنے نام سے ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ گویا ان ایجنسیوں کو سازش و فساد کا موقع خود جماعت کا خراب منہج ہی فراہم کرتا ہے اور یوں اس مبنی بر غلو گروہ کے اپنے افراد اور ایجنسیاں دونوں دعوتِ جہاد کی تباہی میں (کہیں بالواسطہ اور کہیں بلاواسطہ) معاون ثابت ہوتے ہیں۔

کرنے کے کام...؟

رہیں جذبات تابع عقل کے، اور عقل شرع کے
ہے اک سازش کہ تم جذبات میں بہہ کر بچل جاؤ

دعوت و جہاد کے اس سفر میں سب سے پہلا کام جس کا کرنا بہر صورت ضروری ہے، وہ یہ کہ:... خواہش نفس اور تمام تر جذبات کو عقل کے تحت کیا جائے اور پھر اس عقل کو مکمل طور پر علم شرعی کے تابع رکھا جائے۔ علم شرعی سے مراد جائز و ناجائز کا علم ہے، اور اس کے ساتھ سیاست الشرعیہ کا علم... یعنی جائز امور میں پھر تحریک جہاد کے لیے کیا مفید ہے اور کیا مضر ہے؟ اس کا علم بھی ضروری ہے۔ پس لازم ہے کہ پورا جہادی عمل، دعوت اور قتال، علم شرعی ہی کے تابع ہو۔ پھر محض جائز و ناجائز کو بھی نہ دیکھا جائے، بلکہ اہتمام ہو کہ جائز امور میں بھی صرف وہ عمل کیا جائے جو دعوتِ جہاد کی تقویت کا باعث ہو اور جس کے سبب مجاہدین کے مبنی بر عدل پیغام کو نکھار ملے۔

دوسرا... تمام تر تعصبات سے دلوں کو پاک کرنا اور للّٰہیت کے تحت صرف خیر و صلاح کی محبت کو سینوں میں بسایا جائے۔ تعصب جماعتی ہو یا کوئی اور... بہر صورت یہ مضر ہے۔ یہ ہر شر کی جڑ اور فتنہ و فساد کا دروازہ ہے، جبکہ اسی کے سبب خیر و برکت کے دروازے خود اپنے ہاتھوں بند کیے جاتے ہیں۔ یہ تعصب ہی ہے جو افتراق و اختلاف اور نفرت و عداوت کی آگ بھڑکاتا ہے اور محبت و مودّت، وحدتِ عمل و وحدتِ صفوف اور اتفاق و اتحاد کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔ لہٰذا تعصب کو قول و عمل میں جگہ نہیں دینا اور صرف حق و خیر کا ساتھ دینا مطلوب ہے۔ خیر جہاں

سے بھی ملے اسے قبول کرنا اور شر جدھر بھی پایا جائے اس کو رد کرنا شریعت کا تقاضہ ہے... کسی گروہ میں، مَیں نہیں ہوں، مگر اس میں خیر ہے، تو اس کی اس خیر کا کھلے دل سے اعتراف کرنا، اس پر خوش ہونا اور اس کے ساتھ اس خیر کے بقدر محبت ضروری ہے... دوسری طرف اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا بھی فرض ہے، اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ ہماری محبت و مودّت کا پیمانہ بس کسی میں موجود خیر وصلاح کی مقدار ہو۔ جتنی خیر اُتنی محبت اور جتنا شر اُتنی نفرت۔ یہ سب ہو گا تو یاد رکھیے جماعتوں کی بیچ یہ حد بندیاں بھی باقی نہیں رہیں گی اور خیر کی یہ محبت ہی تمام دیگر امتیازات اور فاصلوں کو ان شاء اللہ ختم کر دے گی۔

تیسرا... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا احیاء انتہائی ضروری ہے۔ جہادی جماعتوں کے اندر اس فرض کا احیاء دیگر جماعتوں اور دینی شعبوں کی نسبت زیادہ ضروری ہے۔ جماعت سے منسلک افراد کے اقوال و افعال کی مسئولیت جماعت کا ہر فرد محسوس کرے اور کسی بھی مبنی بر غلو فکر اور عمل کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کرے۔ اسی طرح تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا، اور اس میں تزکیہ و احسان اور اخلاق کی درستی پر بھرپور توجہ ہو۔

چوتھا... افراط و تفریط سے پاک صحیح منہج و راستے کی پہچان، اس کے لیے افراط اور تفریط دونوں پر مبنی جماعتوں کے افکار و اخلاق سے آگاہی اور ان کا رد اپنے نظام تربیت کا حصہ بنانا اور اس کی روشنی میں اہتمام کے ساتھ اپنے تمام اعمال جہاد انجام دینا۔

پانچواں... جہادی صفوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی بھرپور کوشش ہو، مگر اس کا ہدف محض جماعت کا نام، جھنڈا اور امیر کا ایک کرنا قطعاً نہ ہو۔ اگر جماعت کا نام، جھنڈا اور امیر تو ایک ہوں مگر اس ایک 'اتحاد' کے اندر بھی افکار و اہداف، اقوال و اعمال اور دوست و دشمن کی پہچان میں اختلاف ہو، تو یہی وہ 'اتحاد' ہے جس نے تاریخ جہاد میں جہاد و امت کو ہمیشہ نقصان دیا ہے۔ لہٰذا اتفاق و اتحاد کا محور اُصول ہوں، منہج و مفاہیم ہوں، خیر و شر، جائز و ناجائز اور تحریک جہاد کے لیے مفید و مضر کا تصور اور اس پر عمل کا عزمِ مصمم ہو۔ اگر اس کی خاطر کوشش ہو اور اس کے نتیجے میں جہادی جماعتیں قریب و متحد ہو جائیں تو ان شاء اللہ دعوتِ جہاد کا حقیقی فائدہ ہو گا اور تحریکِ جہاد اللہ کے اذن سے ہر آنے والے دن کے ساتھ قوی سے قوی تر ہو گی۔

اوپر ذکر کردہ نکات پر عمل کے ساتھ ساتھ اللہ سے ہدایت وتوفیق طلب کرنے کی پر خلوص دعا بھی ہو گی تو اللہ کے اذن سے خود ہمارا جہاد بھی ضائع ہونے سے بچ پائے گا اور امت مسلمہ اور دعوت و جہاد کو بھی ہم فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ ہم سے راضی ہو، ہمیں ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک کرے اور اللہ ہمیں مسلمانوں کے لیے رحیم و کریم جبکہ اپنے دشمنوں کے کے لیے سخت بنائے، آمین یارب العالمین۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله و صحبه أجمعين!

تمّت بالخير
و آخر دعوانا أن الحمدلله ربّ العالمين

جو موضوع اہل جہاد کو زیر بحث لانا ضروری ہے اور جس سے جہاد و اہل جہاد کو واقعی کوئی فائدہ بھی ہو سکتا ہے، وہ فتنۂ داعش کے دروس و عبر کا موضوع ہے۔ اس کو جہادی جماعتیں اپنے نظامِ تربیت کا حصہ اگر بنائیں تو ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ اس سے عالَمِ کفر کے خلاف یہ جہاد قوی سے قوی تر بھی ہوگا اور امتِ مسلمہ اس کے ثمرات و برکات بھی ان شاء اللہ سمیٹے گی۔

اس تحریر میں ہمارا مقصود فتنۂ داعش کے ایک دو اسباب/ اسباق بیان کرنا اور اس کے تناظر میں وہ کام جس کا کرنا انتہائی اہم ہے...... اس کی طرف توجہ دلانا ہے، اس مضمون کے اول مخاطبین خود ہم ہیں، یعنی ہم و ہماری جماعت (القاعدہ) اور اس کے تمام متعلقین و محبین ہیں...... یقیناً سب اہل جہاد سے پہلے ہم خود اپنی اصلاح کے محتاج ہیں اور اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں ہدایت و کامیابی کی راہ پر چلنے کی توفیق دے، دوسرے نمبر پر پھر پاکستان و برصغیر کے اندر دعوت و جہاد کی عبادت میں مصروف دیگر جہادی جماعتوں کے ہمارے انتہائی محبوب اور محترم بھائی اس تحریر کے مخاطبین ہیں...... اللہ ہم سب سے راضی ہو، ہمیں ایک دوسرے کے خیر خواہ و معاون رکھے اور ہماری مدد و نصرت فرمائے، آمین یا ربّ العالمین۔